سوال

(374) غیر اللہ کے نام پر وقف کی شرعی حیثیت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک زمیندار (بھیلو خند کار) نے مثلاً اٹھارہ بیگہ زمین کو ایک پیر صاحب کی درگاہ کے لیے وقف کیا اس میں پیر صاحب کی نقلی قبر ہے اور ایک شخص کو (یعنی ملتان شاہ کو) اس کا متولی بنایا اور اس سے کہا کہ اس زمین سے جو کچھ خزانہ آمدنی ہوگی اس درگاہ میں خرچ کرنا یعنی چراغ روشن کرنا درگاہ کی مرمت کرنا اور شیرینی اور فاتحہ وغیرہ ادا کرنا ان سب کاموں کے ادا کرنے کے بعد جو کچھ روپیہ وغیرہ بچ رہے سال پورا ہونے پر فقراء اور مسکینوں کو کھلا دینا ملتان شاہ ان سب شرائط کو قبول کر کے درگاہ کی خدمت کرنے چلے آئے لیکن ملتان شاہ نے لاوارث ہونے کے سبب سے ایک لڑکا پالا تھا بنام اوجل فقیر لہذا ملتان شاہ نے مرتے وقت اپنے لے پالک بیٹا اوجل فقیر کو درگاہ مذکور کا متولی بنایا بشرائط مذکورہ اوجل فقیر کے پوتا گلاب فقیر نے اسی زمین پر ایک کچی مسجد بنوائی اور وہ مسجد ستر یا اسی برس سے اس زمین پر ہے۔

اب گلاب فقیر کے دونوں پوتوں نے اس مسجد کو پختہ بنوایا اور دس کٹھہ زمین کو ان دونوں بھائیوں نے اس مسجد پر وقف کیا۔ بعد اس کے دونوں بھائیوں نے باقی زمین کو آپس میں بانٹ لیا۔ ایک نے مثلاً آٹھ بیگہ اور دوسرے نے مثلاً دس بیگہ اب دونوں بھائیوں کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ جو چیز غیر اللہ کے نام پر پکاری جائے وہ چیز مطلق حرام ہے اس سبب سے ایک بھائی نے جس کا حصہ مثلاً دس بیگہ ہے اس نے اپنے حصہ کی دس بیگہ زمین کو پیر کے نام کی نیت کو بدل کر کے اللہ تعالیٰ کے نام پر دے دیا یعنی مسجد مذکور کے لیے وقف کر دیا اور کہا کہ یہ دیس بیگہ زمین غیر کو اجارہ پر دینے سے جو خزانہ سالانہ وصول ہوگا اتنا روپیہ ہر سال ہم مسجد مذکور میں خرچ کریں گے اور درگاہ کی خدمت اور نیاز اور فاتحہ وغیرہ سے باز رہا اور ایک بھائی نے جس کا حصہ مثلاً آٹھ بیگہ ہے اس نے کل زمین کو اپنے قبضہ میں رکھا اور اس کی آمدنی سے اپنی اوقات بسری کرتا ہے اور درگاہ کی مرمت اور تیل بتی وغیرہ دیتا اور جو خدمت ضروری ہے سب ادا کرتا ہے اور جو جاندار یا بے جان پیر کے نام سے درگاہ میں دی جاتی ہے وہ سب چیز وہ کھاتا ہے پس اس صورت میں بموجب پٹہ اور قبولیت کے زمین کی آدمی اپنے کام میں صرف کر سکتا ہے یا نہیں اور جو چیز پیر کے نام میں مشہور کی جائے یعنی پیر کے نام سے پکار کر درگاہ میں دے تو وہ چیز حرام ہے یا نہیں اور پیر کے نام کی زمین میں جو مسجد ہے اس پیر کے نام کی نیت کو بدل کر زمین کو اللہ تعالیٰ کے نام پر دیا یعنی مسجد مذکور میں وقف کیا تو اس مسجد میں نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ اقوال صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین و آئمہ مجتہدین و فقہا راسخین کے جواب بالصواب عنائت فرمائیں۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ متولی کے پوتے کے دونوں بیٹوں نے پیر صاحب کے نام پر جو زمین تھی اس کی نیت بدل کر کے اللہ تعالیٰ کے نام پر دیا اور یہ نیت کا بدلنا طبقہ سادس میں واقع ہوا تو ان لوگوں کا نیت کو بدلنا صحیح ہے یا نہیں اور وہ زمین پاک ہو سکتی ہے یا نہیں اور اس مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

یہ وقف شرعاً صحیح نہیں ہے نہ ازروئے فقہ نہ ازروئے حدیث یہ وقف ازروئے فقہ اس لیے صحیح نہیں ہے کہ شرائط صحت وقف میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ وقف قربت فی ذاتہ ہو یعنی ایسا وقف ہو جس کو شرع شریف نے قربت قرار دیا ہو۔ درمختار میں ہے۔

"وشرطہ (اي شرط الوقف) شرط سائر التبرعات کحریۃ وتکلیف وان یکون قربۃ فی ذاتہ"[1]

(اور اس کی یعنی وقف کی شرط تمام تبرعات کی شرط کی طرح ہے جیسے حریت اور تکلیف یزیہ کہ وہ فی ذاتہ قربت ہو)

"ردالمختار"(26/3) میں ہے۔

"قولہ: وان یکون قربۃ فی ذاتہ اي بان یکون من حیث النظر الی ذاتہ وصورتہ قربۃ والمراد ان یحکم الشرع بانہ لو صدر من المسلم یکون قربۃ حملا علی انہ قصد القربۃ"

(ان کے اس قول وان یکون قربۃ فی ذاتہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی ذات اور صورت کے اعتبار سے قربت ہو اس سے مراد یہ ہے کہ شریعت نے یہ حکم لگایا ہو کہ اگر وہ (وقف) کسی مسلمان کی طرف سے ہوا ہے تو وہ قربت ہو اس بات پر محمول کرتے ہوئے کہ اس (واقف) نے قربت کی نیت وارادہ کیا ہے)

یہ وقف جس کو بھلو خند کار نے پیر صاحب کی درگاہ کے لیے کیا ہے اس میں پیر صاحب کی نقلی (جھوٹی) قبر ہے جس پر جہلا روشنی کرتے اور شیرینی وغیرہ چڑھاتے اور فاتحہ کرتے ہیں بھیلو خند کار نے اس وقف کے مصارف یہی ناجائز امور قرار دیے ہیں اور اگر اس درگاہ میں بجائے نقلی قبر کے پیر صاحب کی اصلی قبر ہوتی تو بھی وہاں ان افعال کا کرنا جائز نہ ہوتا چہ جائیکہ اس درگاہ میں جھوٹی قبر پیر صاحب کی ہے۔

"ردالمختا"(337/2) میں ہے۔

"اما لو نذر زیتا لایقاد قندیل فوق ضریح الشیخ او فی المنارۃ کما یفعل النساء من نذر الزیت لسیدي عبدالقادر ویوقد فی المنارۃ جہۃ المشرق فہو باطل"

(اگر اس نے شیخ کے مزار یا منار پر چراغ جلانے کے لیے تیل کی نذر مانی جیسے عورتیں سیدی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے لیے تیل کی نذر مانتی ہیں اور اسے مشرق کی جانب والے منار میں روشن کیا جاتا ہے تو یہ باطل اور مردود ہے)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اگر اصلی قبر پر بھی یا اس کے منارہ پر چراغاں کریں تو باطل اور ناجائز ہے پس جب یہ افعال ناجائز اور معصیت ہیں تو یہ وقف جو درگاہ مذکورہ کے لیے واسطے افعال ناجائز اور معصیت مذکورہ کے کیا گیا ہے قربت نہیں ہے اور جب وقف مذکور قربت نہیں تو شرعاً صحیح بھی نہیں ہے۔

"لفوات شرط صحتہ وہو کونہ قربۃ کما تقدم"

اگر ذرا بنظر غور دیکھیں تو یہ درگاہ اور یہ نقلی قبر جس پر جہال مذکورہ بالا افعال بجالائے ہیں بیعہ اور کنیسہ یا بیت النار کے حکم میں ہے جس پر وقف محض باطل اور ناجائز ہے فتاوی عالمگیری(299/3) میں ہے۔

"ومنہا ان یکون قربۃ فی ذاتہ وعند التصرف ف لایصح وقف المسلم اوالذمی علی البیعۃ والکنیسۃ او علی فقراء اہل الحرب کذا فی النہر الفائق ولو وقف الذمی دارہ علی بیعۃ او کنیسۃ او بیت نار فہو باطل کذا فی المحیط وکذا علی اصلاحہا ودہن سراجہا"

(ان (شرائط) میں سے ایک یہ ہے کہ وہ (وقف) فی ذاتہ اور عندالتصرف قربت ہو۔ پس مسلمان یا ذمی کا بیعہ کنیسہ یا اہل حرب کے فقرا پر وقف کرنا درست نہیں ہے النہر الفائق میں یوں ہی ہے۔ اگر کوئی ذمی اپنا گھر بیعہ کنیسہ یا آتش خانے کے لیے وقف کرے تو یہ باطل ہے المحیط میں بھی ایسے ہی ہے۔ ایسے ہی ان کی تعمیر وترقی اور چراغ کے لیے تیل پر (مال

وغیرہ وقف کرنا)

وقف مذکوراز روئے حدیث اس لیے صحیح نہیں ہے کہ بیان مذکور بالا سے معلوم ہوا کہ وقف مذکور قربت نہیں ہے بلکہ معصیت ہے پس وقف مذکور خلاف قانون شرع شریف ہے اور جو امر کہ خلاف قانون شرع شریف ہو وہ امر مردود اور باطل ہے پس وقف مذکور مردود باطل ہے صحیح مسلم میں مرفوعاً مروی ہے :

مَن عَمِلَ عَمَلاً لیس علیہ اَمرُنا بذا فہورَدٌّ[2]

یعنی جو شخص کوئی ایسا کام کرے جو ہمارے حکم (قانون) کے خلاف ہو تو وہ کام مردود اور باطل ہے۔

فتح الباری (580/2) میں ہے۔

"فیحتج بہ (ای بہذا الحدیث) فی ابطال جمیع العقود المنہیۃ وعدم وجود ثمراتہا المترتبۃ علیہا وفیہ رد المحدثات وان النہی یقتضی الفساد لان المنہیات کلہا لیست من امر الدین فیجب ردہا"

تمام ممنوع معاہدات کو باطل قرار دینے اور ان پر مرتب ہونے والے ثمرات کے عدم وجود کے لیے اس حدیث سے حجت لی جاتی ہے اس میں محدثات کے رد کی بھی دلیل موجود ہے اور وہ اس طرح کہ کسی چیز سے نہی اس کے غلط اور فاسد ہونے کا تقاضا کرتی ہے کیوں کہ جتنی منہیات ہیں وہ امر دین نہیں ہیں لہٰذا ان کا رد کرنا واجب ہے)

نیز جب وقف مذکور قربت نہیں ہے تو لوجہ اللہ بھی نہیں ہے اور جب لوجہ اللہ نہیں ہے تو یہ مثل اس عتاق کے ہوا جو لوجہ اللہ نہ ہو اور عتاق جو لوجہ اللہ نہ ہو باطل اور مردود ہے پس اسی طرح وقف مذکور بھی کہ لوجہ اللہ نہیں ہے مردود اور باطل ہے صحیح بخاری میں ہے

"لا عتاقۃ الا لوجہ اللہ"[3]

(لوجہ اللہ ہی آزاد کرنا جائز ہے)

فتح الباری (جز2/501) میں ہے۔

"وفی الطبرانی من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً: لا عتاق الا لوجہ اللہ"[4]

(طبرانی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ صرف لوجہ اللہ ہی آزاد کرنا جائز ہے)

جب ثابت ہوا کہ وقف مذکور شرعاً صحیح نہیں نہ از روئے فقہ و نہ از روئے حدیث تو یہ زمین جس کو بھیلو خند کارنے ناجائز وقف کیا تھا خود خند کار کی ہی ملک رہی پھر اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں کی ملک ہو گئی پس متولی وقف مذکور بلا اجازت مالک زمین کے نہ اس زمین کی آمدنی اپنے کام میں صرف کر سکتا ہے اور نہ اس زمین میں مسجد بنا سکتا ہے ہاں اگر مالک زمین از سر نو متولی کو اس زمین کا مالک بنائے تو متولی اس صورت میں مسجد بھی بنا سکتا ہے اور دیگر جائز تصرفات بھی کر سکتا ہے۔

---

[1] الدر المختار مع رد المختار (341/4)

[2] صحیح البخاری معلقاً قبل الحدیث (6918) صحیح مسلم رقم الحدیث (1718)

[3] یہ الفاظ صحیح بخاری کے ایک ترجمہ باب سے ماخوذ ہیں۔

[4] المعجم الكبير للطبراني (30/11) حافظ نورالدین ہیثمی فرماتے ہیں "رواه الطبراني وفيه احمد بن سعيد بن فرقد وهو ضعيف" (مجمع الزوائد) نیز دیکھیں السلسلہ الضعیفۃ رقم الحدیث (4807)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الوقف، صفحہ: 586

محدث فتویٰ